© rasailojaraid.com

جناب عبد الرشید ارشد

اقلیتوں کی سرگرمیاں ○ ایک لمحہ فکریہ

نام' ایک فرد' ایک قبیلے' ایک امت اور ملت کے تشخص کی علامت تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ماضی اس پر شاہد ہے۔ مثلاً" لالہ نوبت رائے کی ادائیگی کے ساتھ ہی ہندو دھرم سے اس کا متعلق ہونا سمجھ میں آئے گا یا کرشن چند وغیرہ' گورجیت سنگھ ہو یا گرمیت کور کا سکھ خاندان سے ہونا ثابت ہوگا اور کم و بیش ۲۵ برس پہلے تک یہی صورت حال ناموں کے حوالے سے مسیحی برادری کی تھی۔ مثلاً" برکت مسیح' جان مسیح' ناصر مسیح' الیگزینڈر مسیح وغیرہ

۵۰ کے عشرے کے آخر یا ۶۰ کے عشرے کے آغاز کی بات ہے کہ "ورلڈ کونسل آف چرچز" نے "پاکستان کونسل آف چرچز" کی مالی امداد یہ کہہ کر بند کر دی کہ دی جانے والی امداد کے مقابلے میں مسلمان کم تعداد میں مسیحیت قبول کر رہے ہیں۔ یہ کارکردگی غیر تسلی بخش ہے۔ جواباً" جو بات کہی گئی اور جسے وزنی تسلیم کرتے ہوئے امداد بحال کر دی گئی' یہ تھی کہ مسلمان کو مسیحی بنانے میں وہ فائدہ نہیں ہے جو اس حقیقت میں ہے کہ مسلمان کے دل و دماغ سے مسلمانیت نکال لی جائے۔ ہم کامیابی سے یہی کام کر رہے ہیں۔ بات وزنی قرار دی گئی۔

کونسل کے ایک اجلاس میں دوسرے مقررین کے ساتھ اس دور میں پنجاب یونیورسٹی میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے مسیحی سربراہ نے "پاکستان میں آئندہ ۲۵ سال میں مسیحی حکومت" کے عنوان سے تقریر کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ اگر مسیحی برادری میری معروضات پر عمل کرے تو پچیس سال میں یہاں مسیحی انقلاب لا کر خداوند یسوع مسیح کی حکومت قائم کی جا سکتی ہے۔ معروضات کا خلاصہ یہ تھا کہ

☆ مسیحی برادری اپنے ناموں سے مسیح کا لفظ چھوڑ دے اور آئندہ مسلمانوں جیسے نام رکھے جائیں' معاشرے میں نفوذ سہل ہو جائے گا۔

☆ مسیحی لٹریچر کے نام' کتابوں کے ٹائٹل مسلمانوں کے لکھے کتابچوں سے مشابہ ہوں کہ مسلمان پڑھنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں۔

اس پر عمل شروع کرتے ہوئے گوجرانوالہ' سیالکوٹ کے انتہائی فوجی اہمیت کے اضلاع میں تعلیم بالغان کے نام پر کام شروع کیا گیا' ہندو عورت بیگم ستنام محمود کو گوجرانوالہ مرکز میں بٹھایا گیا۔ منصوبہ بندی کے مطابق مسلمانوں میں قابل قبول لٹریچر تیار کیا گیا اور یوں تعلیم بالغان اور اس لٹریچر کی بنیاد پر مسیحیت مسلمان گھرانوں میں گھستی چلی گئی جسے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

آج مسلمان اور مسیحی ناموں میں کوئی فرق نہیں ہے' ناصر بھٹی ہو یا رخسانہ نازلی ہو' فرحاں صدیقی ہو یا فرخندہ لودھی ہو کوئی نہیں جانتا اور نہ جان سکتا ہے کہ موصوف یا موصوفہ کا تعلق کس مذہب سے ہے۔ اسی حکمت عملی کا نتیجہ ہے کہ عیسائی قلمکار اسلامی اقدار پر حملہ آور ہیں اور عام مسلمان یہ سمجھا ہے کہ یہ لکھنے والے ان کے اپنے علماء بیزار ہیں۔

نصرۃ العلوم' گوجرانوالہ' مارچ ۹۹ کے صفحہ ۴۲ پر روزنامہ نوائے وقت ۱۳ فروری ۹۹ء برطانوی اخبار "انڈی پینڈنٹ" کے حوالے سے لکھے گئے شذرہ کے مطابق "۳۵ نوجوان عیسائیوں نے اسلامی ناموں کی آڑ میں مجاہدین کی دو تنظیموں کے کیمپوں میں مسلح جدوجہد کی تربیت حاصل کی ہے۔" یہ تو گھر کے بھیدی نے خبر دی ہے۔ اس کے علاوہ اب تک کیا ہوا ہے' اور کیا ہو رہا ہے' مسلح جدوجہد کی تربیت ہو یا میڈیا کے ذریعے جدوجہد ہو' قوم جاننا چاہے تو ہمہ جہت کھلی آنکھوں سے دیکھ سکتی ہے۔

اقلیتوں کے حقوق اور اقلیتوں کی آزادی اور تحفظ کے تقاضے اپنی جگہ مگر اسلامی ناموں کی آڑ میں اسلامی تعلیمات اور اسلامی اقدار میں ہی سرنگ کے ذریعے ڈاکہ کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ یہ ہر اقلیت کے لیے ہے' خصوصاً" عیسائی اور مرزائی۔ ہم حکومت پاکستان' سینٹ اور قومی و صوبائی اسمبلیوں کے اراکین سے اور ملت اسلامیہ کے ہر مکتب فکر کے دینی زعماء سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس گھمبیر صورتحال اور ملی المیے کا نوٹس لیں۔ یہ رواداری نہیں' دینی شعور و بصیرت کا فقدان ہے۔ آج نوٹس نہ لیا تو کل کے لیے آپ خود یہاں "خداوند یسوع مسیح کی حکومت" کی راہ ہموار کرنے والوں میں شمار ہوں گے۔ عیسائی اپنے ناموں کے ساتھ مسیح لکھیں اور مرزائی اپنے ناموں کے ساتھ قادیانی کا اضافہ کر کے اقلیتوں کے حقوق و تحفظات سے فیضیاب ہوں۔

© rasailojaraid.com